سورۃ الھمزہ کی تفسیر اور پیشگوئیاں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ رفروری ۱۹۸۴ء بمقام مسجد اقصیٰ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الھمزہ کی تلاوت فرمائی:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ۝٢ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٣ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۝٤ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۝٥ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُ ۝٦ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۝٧ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ۝٨ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۝٩ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝١٠ (الھمزۃ)

پھر فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے اس امر کی وضاحت کی تھی کہ صفات باری تعالیٰ عفو اور ستاری سے جب دل عاری ہو جاتے ہیں اور انسان ان صفات کو بھلا کر ان سے روگردانی کرتے ہیں تو بہت سی بدصفات ان کی جگہ آ کر دلوں میں بیٹھ جاتی ہیں اور پھر انسانی اعمال میں داخل ہو کر تمام سوسائٹی میں ہیبت پھیلا دیتی ہیں۔ بدصفات بھی آگے بچے دیتی ہیں۔ ایک صفت سے پھر ایک اور بدصفت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور ساری سوسائٹی مکروہات سے بھر جاتی ہے۔

میں نے گزشتہ خطبہ میں یہ بھی بتایا تھا کہ جب یہ بیماریاں فرد سے خاندانوں اور خاندانوں سے معاشروں میں تبدیل ہوتی ہیں اور پھر قومی بیماریاں بن جاتی ہیں اور بڑھ کر بین الاقوامی صورت

اختیار کر لیتی ہیں تو قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق جب ایسا وقت آئے گا تو اس وقت انسان کو ایٹمی بم سے ہلاک کیا جائے گا اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایٹم کی آگ مقدر کر رکھی ہے۔

جس مختصر سی سورۃ میں اس بات کا ذکر ہے آج میں نے اسی کی تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ کہ ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لئے یا ہر اس قوم کے لئے جو هُمَزَةٍ بھی ہے اور لُّمَزَةِ بھی ہے۔ هُمَزَةٍ اور لُّمَزَةِ کے دو الفاظ جو یہاں منتخب کئے گئے وہ بڑے ہی وسیع معانی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان میں سے اکثر معانی میں دونوں لفظوں کا اشتراک ہے۔ اور یہ تکرار شدت کی خاطر بھی پیدا کی گئی ہے اور کچھ باریک فرق جو دونوں لفظوں میں ہے وہ بھی ان کے معانی میں داخل کرنے کے لئے دونوں کو بیک وقت استعمال فرمایا۔

ان دونوں میں سب سے پہلے غیبت کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ هُمَزَةٍ بھی غیبت کرنے والے کو کہتے ہیں اور لُّمَزَةِ بھی بہت غیبت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ان دونوں میں عیب چینی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ هُمَزَةٍ بھی عیب چین کو کہتے ہیں جو بکثرت لوگوں میں عیب نکالے اور پھر ان عیبوں کی تشہیر کرے اور لُّمَزَةِ بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ هُمَزَةٍ میں ایک معنی ہیں فحشا کو پھیلانا یعنی کسی کے متعلق بری باتیں سننا اور پھر اس کو آگے خوب تشہیر دینا اور لُّمَزَةِ میں بھی یہ معنی پائے جاتے ہیں ایک باریک فرق یہ ہے کہ بعض اہل لغت کے نزدیک هُمَزَةٍ پیٹھ پیچھے برائی کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اور لُّمَزَةِ منہ کے سامنے برائی کے لئے لیکن بعض اہل لغت اس میں بھی دونوں کو مشترک ہی قرار دیتے ہیں بلکہ ان معنوں کو الٹا کر معاملے کو مشکوک کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ لُّمَزَةِ پیٹھ پیچھے برائی کے لئے ہے اور هُمَزَةٍ سامنے برائی کے لئے ہے۔ بہر حال اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں معانی ان دونوں لفظوں میں موجود ہیں۔

جو باریک فرق ہے وہ یہ ہے کہ لُّمَزَةِ میں ایک زائد معنی اشارے اور مخفی پروپیگنڈہ کا ہے یعنی آنکھ کے اشارہ سے کسی دوسرے کی تضحیک کرنا یا اس کی کسی برائی کی طرف اشارہ کرنا یا تذلیل کرنا وہ لُّمَزَةِ میں خاص طور پر یہ معنیٰ پایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ مخفی پروپیگنڈہ بھی لُّمَزَةِ میں آتا ہے یعنی کھلم کھلا عیب چینی کے علاوہ اگر مخفی پروپیگنڈہ کیا جائے تو وہ بھی لُّمَزَةِ کے تابع ہے پھر هُمَزَةٍ میں ایک معنی بشدت توڑنے کا پایا جاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، کسی کو دھکا دے کر زمین پر پھینک

دینا اور مضبوط تعلقات کے لئے بھی ان معنوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی توڑ دے اور قوموں کو متفرق کر دے یا گروہوں کو متفرق کر دے اس کے لئے بھی لفظ هُمَزَةٍ معنوی طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ ذلیل اور رسوا کر دینا، بے طاقت کر دینا، بے حیثیت کر دینا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، مخالفت کرنا، مخفی پروپیگنڈہ کرنا، ظاہری پروپیگنڈہ کرنا، فحشاء کو اور بری باتوں کو پھیلانا، سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے الزام اور دونوں قسم کی فحشاء هُمَزَةٍ اور لُّمَزَةِ میں داخل ہیں۔

یہ وہ برائیاں ہیں جب یہ اکٹھی ہو جاتی ہیں تو اس وقت ایک بہت ہی خوفناک عذاب کے لئے انسان کو اب تیاری کرنی چاہئے۔ یہ وہ برائیاں ہیں کہ جب یہ قومی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں تو قرآن کریم یہ خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد ایسی قوموں کے لئے ایک بہت ہی دردناک عذاب مقدر ہے اور اس عذاب کا نقشہ اگلی آیات میں کھینچا گیا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس کا ذکر کروں ان صفات کے ساتھ مال کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور یہ فرمایا گیا ہے يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ ہر ایسا شخص یا ہر ایسی قوم اور جماعت (هُمَزَةٍ اور لُّمَزَةِ مونث اور مذکر دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور استعمال ہو سکتے ہیں۔ فرد واحد کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں اور جماعت کے لئے بھی۔) تو یہ معنی بنیں گے کہ ایسی قومیں یا ایسے افراد جن کے اندر یہ دو صفات پائی جاتی ہیں وہ مال کی بھی بہت حرص رکھنے والی قومیں ہیں یا مال کا بہت زیادہ حرص رکھنے والے افراد۔ اور ان کو یہ وہم ہے کہ اموال ان کو ہمیشہ کی زندگی عطا کر دیں گے اور ایک اولاد کا بھی ذکر ہے دوسری آیت میں وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ بہرحال اموال سے تو اس کا کوئی تعلق گہرا موجود ہے اور اس کے نتیجہ میں ایسے انسانوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہو جائے گی کہ وہ دنیا میں اپنے اموال کے زور سے باقی رہیں گے اور لمبا عرصہ رہ جائیں گے۔ ان معنوں میں فرد سے زیادہ قوم کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ مال کسی فرد کو ہمیشہ کی زندگی نہیں عطا کر سکتا۔ مال کے نتیجہ میں انسان اچھی دوائیں خرید بھی لے، اچھے حکیم سے علاج بھی کروا لے اور تنعم کی زندگی اختیار کر لے، ہر قسم کے خطرات سے بیماریوں سے بچے تب بھی اس کے لئے اَخْلَدَهٗ کا لفظ استعمال ہونا بعید ہے۔ ہاں قومی طور پر جو دولت مند قومیں ہیں وہ یہ خیال کرنے لگ جاتی ہیں بسا اوقات کہ ہم اتنی طاقتور ہو گئی ہیں اپنے اموال کے ذریعہ کہ اب ہمیں کوئی غریب قوم مٹا نہیں سکتی اور ہماری ہمیشگی کی ضمانت بن گئے ہیں ہمارے اموال اس لئے یہاں

زیادہ تر ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ یہاں فرد سے زیادہ قوموں کا ذکر ہے اور اگر افراد بھی ہو تو کُلّ کے لفظ نے افراد کے مجموعہ کی طرف اشارہ کیا ہے نہ کہ کسی شخص واحد کی طرف اور افراد کے مجموعہ کو ہی قوم کہا جاتا ہے۔

تو بہر حال یہ آیات بڑی واضح ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب کہ قوموں کے اندر غیبت کی بدیاں پیدا ہوں گی ، بے حیائی اور فحشا کو پھیلانے کا مادہ پیدا ہو جائے گا، پھر وہ ظلم کی راہ اختیار کریں گے اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ بھی ایک دوسرے کو توڑیں گے اور منہدم کریں گے اور کھلم کھلا پروپیگنڈہ بھی کریں گے اور مخفی پروپیگنڈہ بھی کریں گے اور بکثرت عیب چینی کریں گے اور اس کے نتیجہ میں ان ذرائع کو اختیار کرتے ہوئے وہ افرادی طاقتوں کو بھی کچل دیں گے اور بڑی بڑی قومی طاقتوں کو بھی کچلنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اموال کے ذریعہ یہ سمجھیں گے کہ گویا اب ہم ہمیشہ کی زندگی پا گئے ہیں۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب ہم آج دنیا کے نقشہ کو سامنے رکھتے ہیں تو مشرقی اور مغربی دونوں قوموں میں یہ صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ان آیات میں ایک لحاظ سے Cold War کا نقشہ کھینچا گیا ہے یعنی سرد جنگ۔یعنی کچھ قومیں ایسی ہوں گی جو ہر قسم کے پروپیگنڈہ کے ذریعہ اور اس بات سے بے باک ہو کر کہ وہ بات سچی ہے یا جھوٹی ہے دنیا میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں پھیلائیں گی اور ظاہری اور مخفی پروپیگنڈہ کے ذریعہ تعلقات کو توڑیں گی اور بعض طاقتوں کو منہدم کریں گی۔

ایک اور معنی اس کے یہ بنیں گے اگر ہم مغربی قوموں کا کردار دیکھیں کہ وہ چھوٹی قوموں کو یا نسبتاً غریب قوموں کو کیونکہ مالدار کے مقابل پر پھر غریب آتا ہے، ان کو وہ مزید توڑنے کی کوشش کریں گے اور بجائے اس کے کہ ان کو تقویت دیں، ان کے اموال کو بڑھانے کی کوشش کریں، ان کی غربت کو دور کرنے کی کوشش کریں وہ دھکا دے کر ان کو زمین پر پھینک دیں گے اور ذامتربة بنا دیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ایک اور سورۃ میں اس مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے ایسی قوموں کے لئے ذَا مَتْرَبَةٍ (البلد:۱۷) کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی خاک میں پڑے ہوئے خاک آلودہ مسکین جن کا کوئی زور نہیں چلتا اور اس کے نتیجہ میں ان کے اموال بڑھنے کی بجائے دن بدن کم ہوتے

جائیں گے اور وہ زیادہ بے حیثیت ہوتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ اس وقت مغربی قومیں بعینہٖ غریب قوموں سے یہ سلوک کر رہی ہیں ان کو دھکا دے کر خاک میں ملا رہی ہیں اور دن بدن وہ ٹوٹتی چلی جاتی ہیں بڑی سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے دنیا میں اس بات سے کہ دن بدن امیر قوموں کا غریب قوموں سے فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ جتنا زیادہ بظاہر یہ روپیہ دے کر ہمیں انڈسٹری ہماری قائم کرتے ہیں، ہماری اقتصادیات کو بظاہر قوت دیتے ہیں اس کے نتیجہ میں ہمارے اندر جو Buying Power یعنی قوتِ خرید پیدا ہوتی ہے وہ ساری ان کی منڈیوں میں استعمال ہوتی ہے اور دن بدن ہم قرضوں اور مزید قرضوں میں مبتلا ہوتے چلے جاتے ہیں اور حقیقت میں خاک آلودہ اور مسکینوں والی شکل ان قوموں کی بنتی چلی جا رہی ہے۔

اگر ہم بائیں بازو کے بلاک یعنی اشترا کی دنیا پر نظر کریں تو ان کا بھی یہی حال ہے۔ ان کے زیر اثر قومی لحاظ سے ایسی قومیں ہیں جن کو وہ اٹھنے نہیں دیتے۔ جب بھی وہ کوشش کرتی ہیں قومیں کہ ہم سر اٹھائیں تو ان پر کئی طرح کی مار پڑتی ہے اور پھر وہ دھکا دے کر ان کو زمین پر پھینک دیتے ہیں۔ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ ہماری اقتصادی حالت سنبھل کیوں نہیں رہی؟ چنانچہ پولینڈ کی ایک مثال آجکل بڑی واضح ہے۔ دن بدن اور زیادہ غریب ہوتا چلا جا رہا ہے، دن بدن اور زیادہ اس کی قوت خرید میں کمی آتی چلی جاتی ہے اور جو بھی وہ کماتے ہیں، جو بھی بناتے ہیں، جتنی محنت وہ خرچ کرتے ہیں اس کا اگر کوئی فائدہ ہے تو وہ بڑی بائیں بازو کی طاقتوں کو ہے اور اسی طرح دیگر چھوٹے چھوٹے بہت سے یورپین ممالک ہیں جو روسی اثر کے نیچے ہیں اور ان کے ساتھ بھی قومی لحاظ سے ذَا مَتۡرَبَةٍ والا سلوک ہو رہا ہے۔

پھر انفرادی طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا بائیں بازو کے لحاظ سے یہ معنی رکھتا ہے کہ فرد کی طاقت کو اجتماعی شکل میں آنے سے اس طرح روکنا کہ من حیث المجموع جو اجتماعی طاقت غالب آچکی ہے اس کے مقابل پر وہ طاقت حاصل کر سکیں۔ چنانچہ ایک عجیب تضاد پایا جاتا ہے کہ اشترا کی دنیا میں ایک طرف سارے افراد کی مجموعی قوت غالب آچکی ہے دوسری طرف فرد بحیثیت فرد بالکل بے حیثیت اور بے طاقت ہو چکا ہے اور اس کے لئے امکان ہی باقی نہیں رہا کہ وہ گروہ بندی کر کے مل کر کچھ طاقتیں بنا کر وہ اپنے حقوق کی حفاظت کرے یا ان کے مطالبے کر سکے۔ چنانچہ Unions

بھی ساری ٹوٹ گئیں، سارے اجتماعی نظام جو افراد کو ملا کر ایک بڑی طاقت میں تبدیل کرتے ہیں پھر وہ اپنے سے بڑی طاقتوں سے مطالبے کرتے ہیں اور اپنے حقوق منوانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا کلیتہً فقدان ہے اشترا کی دنیا میں اور فرد فرد پارہ پارہ ہو چکا ہے، ذرے ذرے میں تبدیل ہو گیا ہے انسان اس کی مجموعی طاقت ان ہی ذروں پر حکومت کر رہی ہے لیکن ان ذروں کے حقوق کے لئے کوئی راہ باقی نہیں رہی اگر وہ چاہیں مطالبہ کرنا چاہیں تب بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ہے۔

مغربی طاقتیں بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا کھیل اسی طرح کھیل رہی ہیں کہ سارے مشرق وسطیٰ پر آپ نظر ڈالیں اور اپنے ہندوستان اور پاکستان پر نظر ڈالیں اور کشمیر کے مسئلہ کو دیکھیں اور فلسطین کے مسئلے کو دیکھیں، جنوبی امریکہ کی ریاستوں کا حال دیکھیں ہر جگہ بعینہٖ یہی وطیرہ اختیار کیا گیا ہے کہ انسان کو انسان سے لڑا کر قوموں کو قوموں سے لڑا کر دائیں بازو اور بائیں بازو کے نظریات کو آپس میں ٹکرا کر پارہ پارہ کر دیا گیا ہے انسان کو اور ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ہے۔

تو ھُمَزَۃ میں صرف غیبت اور پروپیگنڈہ نہیں ہے بلکہ اس کے بعد پھر کچھ اور بھی ایسے قومی وطیرے بیان کر دیئے گئے ہیں، قومی طریق بتائے گئے ہیں جن کے ذریعہ انسان انسان کو قومی دکھوں میں مبتلا کرتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ غیبت کا جو فلسفہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پر روشنی ڈالی اس میں دکھ دینا بنیادی بات بیان کی گئی تھی اور فرمایا گیا کہ عیب چینی، غیبت، بدظنی ان سب سے جو منع کیا جاتا ہے اس کی مرکزی روح یہ ہے کہ انسان انسان کو دکھ نہ پہنچائے۔ جب ان باتوں میں انسان بے باک ہو جاتا ہے تو پھر دکھ پہنچانے کے جتنے ذرائع ہیں وہ اختیار کرنے لگ جاتا ہے، بے باک ہو جاتا ہے، بے حیا ہو جاتا ہے اور معاشرتی طور پر اس کے نتیجہ میں کچھ اور برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ قرآن کریم نے دوسری جگہ ان برائیوں کی تفصیل بیان فرمائی:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝١١ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ۝١٢
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝١٣ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝١٤
أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۝١٥ (القلم: ۱۱-۱۵)

کہ ہر وہ شخص جو بڑے بڑے دعاوی کرتا ہے یا قسمیں کھاتا ہے لیکن ہے بڑا سخت جھوٹا اور ذلیل انسان! اس کی باتوں کی پیروی نہ کیا کرو هَمَّازٍ، وہی هُمَزَةٍ کا لفظ استعمال ہوا مادہ وہی ہے یعنی جو معانی میں نے هُمَزَةٍ کے بیان کئے ہیں فرمایا کہ ایسے شخص یا ایسی قومیں هَمَّاز ہوتی ہیں، وہ کسی کی خیر اپنے دل میں نہیں رکھتیں، پروپیگنڈہ میں سچائی کا کوئی عنصر شامل نہیں ہوتا اس بات سے وہ بے پرواہ ہیں کہ سچی بات ہے یا جھوٹی بات ہے انہوں نے ہر صورت میں تفرقے ڈالنے ہیں، قوموں کو ذلیل کرنا ہے، رسوا کرنا ہے، دھکے دینے ہیں انسان کو اور گرانا ہے۔ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ وہ چغلی خور اور ایذا رسانی والی باتیں کر کے بڑی کثرت سے چلتے ہیں یعنی یہاں پروپیگنڈہ کی جو ہوائیں چلائی جاتی ہیں مَّشَّآءٍ سے مراد یہ ہے جس طرح بعض چغل خوروں کی عادت ہوتی ہے کہ گھر گھر پھر کے باتیں کرتے ہیں اس طرح قومیں بھی ملک بہ ملک اور وطن بہ وطن اور قوم بہ قوم ایسے پروپیگنڈے کریں گی بکثرت کہ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ﴿۱۲﴾ کہلائیں گی۔

یہ صفات جن قوموں میں پیدا ہوں بلکہ جن افراد میں بھی پیدا ہوں ان کے اندر بعض اور برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ نہ بھلائی ان کے اندر رہتی ہے اور نہ وہ بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں بلکہ بھلائیوں سے باز رکھتے ہیں لوگوں کو۔ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ بہت گنہگار ہو جاتے ہیں ایسے لوگ۔ چنانچہ معاشرتی لحاظ سے جہاں بھی یہ فحشا ہوں، چغلیاں ہوں، بدظنیاں ہوں، ایک دوسرے کے خلاف کھلم کھلا زبانیں چلائی جائیں، ایک دوسرے کے غیب میں بھی برائیاں کی جائیں اور سامنے بھی برائیاں کی جائیں اور فرضی باتیں بنا بنا کر بھی لوگوں کے عیب لوگوں پر ظاہر کئے جائیں اور کچھ اگر واقعاتی ہیں تو وہ بھی بے دھڑک ہو کر لوگوں کی عزت پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ان کی بدنامی کی جائے۔ ایسی سوسائٹیوں میں لازماً فحشا پھیل جاتا ہے اور دن بدن وہ زیادہ بدکردار ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ان میں گناہ رکنے کی بجائے پھیل جاتے ہیں جس طرح بعض دفعہ نزلاتی بیماریاں اس قسم کی بیماریاں جو Infectious Diseases یا Contagious Diseases کہلاتی ہیں وہ بیماریاں بھی ان کا جتنا زیادہ آپس میں واسطہ ہوا اتنا ہی پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ تو یہ جراثیم لے کر چلنے والے لوگ ہیں ایک جگہ سے ایک بدی کے جراثیم پکڑے خواہ وہ فرضی تھی خواہ وہ حقیقی تھی لیکن ان کو پوٹنٹائز کر کے ان کے اندر اپنی طرف سے طاقتیں بھر کر پھر یہ لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور آہستہ آہستہ

حیا ٹوٹتی چلی جاتی ہے۔

چنانچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اس کے مقابل پر جو مثبت صفات آنحضرت ﷺ نے آپس کے تعلق میں بیان کی ہیں ان میں خدا کو حیادار قرار دیا اور عَفُوٌّ قرار دیا یعنی عفو، حیا اور ستاری جس طرح ان تینوں کا جوڑ ہے ان تینوں کے ہٹنے سے حیا کی کمی یعنی بے حیائی پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں بہت سی بدکرداریاں آتی ہیں ۔ بہت بڑے گناہگار بن جاتے ہیں یہ لوگ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۴﴾ اور بے باک کلام کرتے ہیں کوئی لگام نہیں ہوتی ان کی زبانوں پر اور پھر اس کے نتیجہ میں زَنِيْمٍ پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ زَنِيْمٍ معنوی لحاظ سے اس شخص کو کہتے ہیں کہ ہو کسی اور کا اور کسی اور کی طرف منسوب ہو جائے یعنی خدا کا بندہ شیطان کا بندہ بن جائے ہے اس کے لئے بھی لفظ زَنِيْمٍ استعمال ہے اور ظاہری معنوں میں ولد الحرام کو زَنِيْمٍ کہتے ہیں یعنی باپ تو کوئی اور ہونا چاہئے لیکن واقعةً کوئی اور باپ ہے۔

تو ان سوسائٹیوں میں، ولد الحرام ظاہری معنوں میں بھی اور باطنی معنوں میں بھی بکثرت پیدا ہونے لگ جاتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں کہ مغربی دنیا میں قرآن کریم کے اس نقشہ کے مطابق اس کثرت سے ولد الحرام پیدا ہو رہے ہیں کہ گزشتہ سال ایک رپورٹ میں نے پڑھی جسمیں لکھا تھا کہ امریکہ میں ہر سال 30 فیصد بچے ولد الحرام پیدا ہو رہے ہیں جتنے بچے پیدا ہو رہے ہیں ان میں سے تیس فیصد ولد الحرام ہیں اور اشتراکی دنیا میں چونکہ شادی بیاہ کے کوئی معنی ہی نہیں اور اخلاقی قید ہی کوئی نہیں ہے انہوں نے اپنی فیصد گنتی چھوڑ دی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ پچاس فیصد ساٹھ فیصد یا اس سے بھی زیادہ ولد الحرام پیدا ہو رہے ہوں۔

تو کیسی عظیم الشان نظر رکھتا ہے قرآن کریم بدیوں پر یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حیرت انگیز فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیماریوں کا نقشہ کھینچا ہے اور ایک بیماری سے دوسری بیماری پیدا ہوتی ہے، دوسری سے تیسری، تیسری سے چوتھی اور پھر ساری سوسائٹی بدیوں سے بھر جاتی ہے۔

اور یہاں بھی فرمایا اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۵﴾ کہ وہ مالدار اور صاحب طاقت ہے۔ بَنِيْنَ سے مراد ہے جس کی نفری زیادہ ہو جس کی قوت زیادہ ہو تو اس کے نتیجہ میں اس میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ (القلم:۱۶) جب

ان پر سامنے ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے خدا کی طرف بلاتے ہیں تو یہ متکبر لوگ جو گند میں مبتلا ہیں سر سے پاؤں تک یہ کہتے ہیں کہ پرانے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔ چنانچہ انفرادی طور پر بھی مالدار لوگ یا وہ سوسائٹیاں جو متمول ہو جاتی ہیں ان میں یہ بدیاں زیادہ ہوتی ہیں اور قومی لحاظ سے بھی مشرق اور مغرب دونوں میں یہ بدیاں بکثرت پائی گئی ہیں اور دہریت پر منتج ہو رہی ہیں یعنی آخری نقطہ معراج اس بدی کا دہریت ہے۔ جب ان کے سامنے پھر مذہب والے باتیں کرتے ہیں تو یہ اپنی طاقت کے نشہ میں اور اپنی بدیوں میں مبتلا ہو کر سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی خدا ہے، واقعتہً کوئی پکڑ دھکڑ ہوگی، کوئی سزا جزاء کا نظام ہے، ہماری جواب طلبی ہوگی، ہم جواب دہ ہیں کسی کو ہم مالک نہیں ہیں۔ یہ ساری باتیں بھول جاتے ہیں کہتے ہیں اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یہ پرانی باتیں ہیں۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۷﴾ ہم اس کی تھوتھنی پر مہر لگائیں گے یعنی داغ دیں گے تھوتھنی کو اور عجیب بات ہے کہ حزقیل نبی کی جو پیشگوئی ہے اس میں بھی جوج روس کو مخاطب کر کے تھوتھنی پر مارنے کا ذکر ہے کہ ہم تیری تھوتھنی کو داغ دیں گے۔ اصل مراد یہ ہے کہ اس موقع پر پہنچ کر انسان انسان نہیں رہتا اور وہ بحیثیت جانور مخاطب کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا رحیم و کریم ہے کہ اگر انسان میں انسانیت باقی رہے تو ہلاک نہیں کرتا اس کو معاف کرتا چلا جاتا ہے، عفو کا کرتا چلا جاتا ہے، حیا اس سے کرتا چلا جاتا ہے لیکن جتنا وہ ان صفات سے دور ہٹتا چلا جاتا ہے اور کلیتہً بے حیا بن جاتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ انسانیت سے گر کر جانوروں کی شکلوں میں تبدیل ہونے لگ جاتا ہے یعنی اس کے لئے پھر انسان کا لفظ بولنا ہی انسان کی ذلت ہے تو سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۷﴾ میں خدا تعالیٰ نے اس بات کی طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ ہم پکڑ میں دھیمے ہیں، ہم سزا تو بہت سخت دیں گے لیکن اس وقت جب کہ عملاً انسان انسان کہلانے کا مستحق ہی باقی نہیں رہے گا۔ جانوروں کی طرح ان کی تھوتھنیاں ہو جائیں گی اور پھر ہم ان تھوتھنیوں پر ماریں گے اور ان کو داغیں گے اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا نے اتنا عظیم الشان انسان بنایا تھا اور پھر خود ہی ہلاک کر دیا۔ بائیبل تو کہتی ہے یہ بات لیکن قرآن یہ نہیں کہتا۔ فرماتا ہے جب تم انسانیت کے مقام سے گر چکے ہو گے تب تم اس بات کے لائق نہیں ٹھہرو گے کہ تمہیں زندہ رکھا جائے اس وقت تمہیں ہلاک کیا جائے گا۔

اب میں واپس اس مضمون کی طرف آتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ؕ جس طرح یہاں بھی مال کا ذکر کیا کہ یہ لوگ، یہ طاقتیں بڑی بڑی جن میں یہ ساری بدیاں پھیل چکی ہوں گی یہ سمجھیں گی کہ ہم ہمیشہ رہیں گی۔فرماتا ہے ہرگز نہیں كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۖ یہ لوگ سارے کے سارے لازماً حطمہ میں ڈالے جائیں گے وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ اور تجھے کیا چیز بتائے، کیسے سمجھایا جائے کہ حطمہ کیا ہے؟ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ یہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ جو اس بات کا انتظار نہیں کرے گی کہ جسم جلیں تو پھر جان جائے وہ براہ راست دلوں پر جھپٹے گی۔ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ وہ ان کے لئے بند کی گئی ہے فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۧ ایسے عمود میں جو کھچ کر لمبے ہو جاتے ہیں Elastic چیز ہو جس طرح یا Spindle کی شکل کی چیز ہو جب اس کے اندر سے دباؤ بڑھتا ہے تو وہ پھیل کر لمبی ہو جاتی ہے مخروطی شکل اختیار کر جاتی ہے اور یہ نقشہ کھینچا ہے کہ یہ آگ حطمہ میں بند کی گئی ہے اور اس وقت پھٹے گی ان پر جب یہ کھچ کر اندرونی دباؤ کے نتیجہ میں لمبی ہو جائے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ الْحُطَمَةُ کا لفظی معنی کیا ہے۔ الْحُطَمَةُ کا لفظی معنی تو ذرہ ہے یعنی ایسی چیز جسے توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہو اس کو عربی میں الْحُطَمَةُ کہتے ہیں۔اب ظاہر بات ہے کہ کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا خصوصاً حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ کا انسان تصور ہی نہیں کر سکتا کہ چھوٹے چھوٹے ذروں کے اندر آگ بند کی گئی ہو اور ان کو کھینچ کر لمبا کیا جا رہا ہو اور پھر وہ بیضوی شکل یا ستون کی شکل اختیار کر جائیں اور پھر پھٹیں اور پھر وہ آگ ان کے لئے کھول دی جائے۔ یہ بظاہر عربی لفظ کے لفظی معنی ہیں اس کے ساتھ اس معنی کا بڑا شدید ٹکراؤ ہے اسی لئے گزشتہ مفسرین کو اس کے معنی کرنے میں ہمیشہ دقت پیش آتی رہی ہے اور وہ کئی طرح سے اس کے معنی کر کے اس مضمون سے نکلنے کی کوشش کرتے رہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہاں پہنچ کر اُس زمانہ کا انسان پھنس جاتا ہے جس کے تصور میں ایٹم بم کا کوئی بھی شائبہ نہیں یعنی اس کو خیال بھی نہیں کہ ایٹم بم کی کوئی چیز ہو سکتی ہے لیکن قرآن کریم تو ہر زمانہ کی کتاب ہے اور یہی اس کی سچائی کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے کہ ہر زمانہ کی باتیں کرتا ہے۔ اگر ہر زمانہ کی کتاب نہ ہوتی تو ہر زمانہ کی باتیں کیوں کرتی اور اتنا کھول کھول کر کیوں کرتی ۔تو الْحُطَمَةُ

کہتے ہیں انتہائی باریک ذرہ کو جسے کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہو اور قرآن کریم نے فرمایا کہ الْحُطَمَةُ میں ڈالے جائیں گے۔ اب باریک ذرے میں انسان کس طرح ڈالے جاسکتے ہیں؟ کس طرح مبتلا کئے جاسکتے ہیں؟ تبھی فوراً فرمایا وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاالْحُطَمَةُ ۞ اے موجودہ انسانو! یعنی اس کا ایک ترجمہ یہ ہوسکتا ہے، تمہارا علم بڑا محدود ہے، اب ہم تمہیں کس طرح سمجھا دیں کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں۔ الْحُطَمَةُ کا کوئی تصور تم نہیں رکھتے جس الْحُطَمَةُ میں یہ قومیں ڈالی جائیں گی اس کا کوئی تصور کوئی Concept نہیں ہے تمہیں اس لئے ہم مزید کھول کر تمہاری خاطر بتانا چاہتے ہیں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس میں آگ بند ہوگی ایسا ذرہ ہے جس سے آگ بھڑکے گی اور وہ اتنی خوفناک آگ ہے کہ محض جسم کو جلا کر روح پر حملہ نہیں کرے گی بلکہ براہ راست دلوں کو مفلوج کر دے گی اور عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ میں بند ہے۔

اب اس لحاظ سے اس مضمون کے پھر آگے دو پہلو بن جاتے ہیں اور ان کا پہلی آیات سے بڑا دلچسپ اور گہرا تعلق ہے جو میں نے تلاوت کی تھی اسی سورۃ کی۔ هُمَزَةٍ کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کر دینا توڑ کر ریزہ ریزہ کر دینا کسی کو اور اس کے بعد خود مالدار ہوتے چلے جانا اور جس کو گرایا جا رہا ہے جس کو خاک پر پھینکا جا رہا ہے اس کو ذرہ حقیر اور بے معنی سمجھ کر یہ خیال کر لینا کہ ساری دولتیں تو میرے ہاتھ میں اب آچکی ہیں اب یہ میرا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں ذرات جن کو میں نے پارہ پارہ کیا ہوا ہے۔ بالکل یہی سوچ مغربی دنیا کی بھی ہے اور مشرقی دنیا کی بھی ہے۔ عظیم الشان اشترا کی طاقتیں بھی یہ سمجھتی ہیں کہ ساری قوم کے اموال تو ہمارے چند ہاتھوں میں آچکے ہیں اور ہمارے کنٹرول میں آگئے ہیں جو اس وقت کسی Regime کے نام پر حاکم ہیں ان لوگوں پر ان کے پاس تو کچھ نہیں رہا۔ یہ تو ذرات میں تبدیل ہو چکے ہیں لوگ اس لئے جب اموال ہمارے پاس ہیں تو یہ ہمارے مقابل پر کس طرح اٹھ سکتے ہیں اس لئے ہمیشہ کے لئے ہماری Regime، ہماری طاقتیں، ہمارے گروہ جو اس وقت حکومت کر رہے ہیں جاری رہیں گے ہمیشہ کے لئے اور دن بدن انفرادی طاقت کم ہوتی چلی جائے گی اجتماعی طاقت کے مقابل پر اور مغربی دنیا کا بھی بالکل یہی نقشہ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دولتیں تو ہم نچوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ جتنی زیادہ ڈیویلپمنٹ ہو رہی ہے ہم ان پسماندہ قوموں سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بھاگ رہے ہیں اور اموال سمٹ کر ہمارے

ہاتھوں میں آتے چلے جارہے ہیں تو یہ ذرات بے معنی اور حقیر ذرے بے بس ذرے یہ ہمارا مقابلہ کس طرح کرسکیں گے اس لئے ہمیں ہمیشہ کی زندگی مل گئی ہے۔

تو معنوی لحاظ سے اس کا یہ معنی ہوگا کہ بعض دفعہ حقیر ذروں کے اندر بھی ایک آگ پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے، ایک جلن ایک تکلیف جو بڑھنے لگتی ہے اور اس درجہ تک پھر وہ پہنچ جاتی ہے کہ اندرونی دباؤ اس کو پھٹنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ایسا وقت آتا ہے کہ انہی حقیر ذروں سے وہ آگ پھوٹ پڑتی ہے جو ان مالکوں کو ہلاک کر دیتی ہے یعنی ان غریب اور پس ماندہ قوموں کو تم یہ نہ سمجھو کہ خطرہ سے خالی ہیں، انکے اندر اندرونی دباؤ بڑھے گا۔ جتنا زیادہ تم ان کو توڑتے چلے جاؤ گے اتنا زیادہ اندرونی نفرتیں آگ کی شکل اختیار کرنے لگ جائیں گی، چنانچہ اس آگ کے اکٹھا ہونے کے واضح شواہد مشرقی دنیا میں بھی مل رہے ہیں اور مغربی دنیا میں بھی مل رہے ہیں۔ اب مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہورہا ہے وہ یہی ہورہا ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ کمزور ہیں نہتے ہیں بیچارے بے بس ہیں اندرونی تکلیف اور بے بسی کی آگ نے ان کے اندر ایک ایسی قوت پیدا کر دی ہے، ایسے ہو گئے ہیں، ایسا مقام بھی آرہا ہے کہ وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم ہلاک ہو جائیں گے لیکن تمہیں بھی ساتھ ہلاک کر دیں گے۔ چنانچہ لبنان میں جنبلات نے جو اعلان کیا ہے یہی کیا ہے۔ اس نے کہا کہ تمہاری جو پالیسیز ہیں تمہاری سیاستیں انہوں نے لبنان کو پارہ پارہ کیا ہوا ہے اور انصاف نہیں ہے اس میں اس لئے ہم تمہیں یہ اب نوٹس دیتے ہیں کہ تمہاری بات نہیں چلے گی۔ اگر لبنان کو ہلاک ہونا پڑے سارے کو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں اب وہ درجہ پہنچ چکا ہے کہ جہاں عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ بن چکے ہیں وہ یعنی اندرونی پریشرز کے ذریعے جب قومیں Desprit ہو جائیں اندرونی دباؤ کے نتیجہ میں جب وہ کر گزرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اس وقت کا نقشہ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کھینچتا ہے اور یہ جمع کی ہوئی آگ اور دیر کی حسرتیں، حسد اور تکلیفیں جب اکٹھی ہو جاتی ہیں تو اس وقت یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔

اور ظاہری طور پر بھی یعنی ذرۂ حقیر میں آگ کا اکٹھا بننا اور اس کا پھٹنا اس شکل میں بعینہٖ یہ وہ نقشہ ہے جو آج کل کے بموں کا نقشہ ہے جس سے دنیا نے ہلاک ہونا ہے چنانچہ آپ تصویریں دیکھیں سائنسی رسالوں میں تو آج کل انہوں نے انتہائی تیز رفتار کیمرے ایجاد کئے ہیں جو آپ کو تصور بھی نہیں کہ کتنے تیز رفتار ہیں یعنی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت

کرتی ہے اور وہ شعاعیں پھیل رہی ہوں تو اُس کی تصویریں کھینچ رہے ہوتے ہیں ساتھ ساتھ یعنی چھ انچ کے بعد، اب تو انچوں کی بجائے وہ اس طرح کہتے ہیں کہ جب ایٹم بم پھٹتا ہے تو اس کی تصویر کھینچتے ہیں تو کہتے ہیں ملی سیکنڈ اتنے بٹہ اتنے ملی سیکنڈ یعنی ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصہ میں یا دو لاکھویں حصہ میں جتنا مواد پھیلا یا ایک لاکھویں حصہ میں جتنا مواد پھیلا اس کی یہ تصویر ہے اور تین لاکھویں حصہ میں جتنا مواد پھیلا اس کی یہ تصویر ہے۔ تو جو تصویریں انہوں نے کھینچی ہیں ایٹم کے پھٹنے سے پہلے وہ لفظاً لفظاً قرآن کی اس تصویر کے مطابق ہیں عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ بنتا ہے پہلے ایٹم جو تقریباً گول ہے جب یہ پھٹتا ہے تو پھٹنے سے پہلے لمبوترا ہو جاتا ہے اور اندرونی قوت اس کو اجتماع کر کے دباؤ پیدا کرتی ہے اور جب وہ صرف ایٹم میں نہیں بلکہ ایٹموں کا وہ مجموعہ جو پھٹتا ہے وہ ساری کی ساری چیز اس طرح پھیلتی ہے جس طرح سانس لے کر آپ اپنی چھاتی کو پھیلاتے ہیں جب اندر سے سانس کا دباؤ بڑھتا ہے تو چھاتی پھیلتی ہے اس طرح وہ مجموعہ Mass کا پھیلتا ہے اور سانس لینا شروع کر دیتا ہے گویا اور عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ بن کر پھر آخر پھٹ جاتا ہے۔ اور ایٹم کی آگ وہ آگ ہے جس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ کہ یہ دلوں پر جھپٹتی ہے کیونکہ اتنی خطرناک ریڈیائی طاقتیں پیدا ہوتی ہیں اس کے نتیجہ میں کہ وہ ریڈی ایشن کا تصور تفصیل سے تو میں بیان نہیں کر سکتا لیکن نہ نظر آنے والی لہریں ہیں کچھ جن کو آپ آگ نہیں کہہ سکتے لیکن وہ براہ راست حملہ کرتی ہیں دلوں پر اور زندگی کو اچک لیتی ہیں۔ بعض دفعہ گرمی کا پھیلاؤ، تحقیق ہے سائنسدانوں کی، پیچھے پیچھے آرہا ہوتا ہے یعنی وہ ریڈیائی شعاعیں جو گرمی پیدا کرتی ہیں وہ پیچھے رہ رہی ہوتی ہیں اور دھماکوں کی شعاعیں آگے آگے بھاگ رہی ہوتی ہیں اور ان کا دائرہ زیادہ وسیع ہوتا ہے گرمی کی شعاعوں سے تو پیشتر اس کے کہ گرمی پہنچے جسم تک یہ دھماکہ خیز دھماکہ ہوائیں یا دھماکہ خیز شعاعیں دلوں کو اس طرح بٹھا دیتی ہیں جس طرح دھماکے سے ایک چیز پھٹ جاتی ہے۔ برداشت نہ کر سکے کوئی برتن، برتن بعض دفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو اس طرح دل پھٹنے لگ جاتے ہیں ان شعاعوں کے زور سے۔ تو قرآن کریم نے دیکھیں کتنی وضاحت کے ساتھ نقشہ کھینچا ہے؟ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ یہ وہ آگ ہے۔ جس کو تم ظاہری آگ نہ سمجھو تم لوگوں کا علم محدود ہے۔ ایسی آگ پیدا ہونے والی ہے ذرات میں سے جو دلوں پر جھپٹے گی اور اس بات کا انتظار نہیں کرے گی کہ جسم جلیں تب جا کر موت واقع ہو۔

تو دیکھئے جو چھوٹی سی بدی بظاہر آپ کو نظر آتی تھی اور جس سے عورتیں بڑی لذتیں حاصل کرتیں ہیں کہ ایک دوسرے کی برائی بیان کرنے میں کیا فرق پڑتا ہے بڑا مزا آتا ہے، ہم نے دیکھا کہ فلاں نے یہ گندی حرکت کی چلو لوگوں کو بتائیں تم تو سمجھتے ہو کہ بڑی نیک عورت ہے، ہمیں اندر سے یہ حال ہے کہتے ہیں ''پھولو تے پتہ لگ داائے'' یہ باتیں بھی کہتی ہیں کہ بی بی بس جان ہی تُسیں پھولو گے تے پتہ لگے گا۔ تو تجسس یعنی پھولنا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر فرضی باتیں بھی بیان کرنا شروع کر دیتی ہیں پھر بے حیائیاں سوسائٹی میں عام ہونے لگ جاتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں اچھا جب فلاں صاحب جو اتنے بزرگ نظر آتے ہیں اندر سے ان کا یہ حال ہے تو ہم تو اتنے بزرگ نظر بھی نہیں آتے ہمارا باہر سے بھی یہ حال ہو جانا چاہئے تو پھر وہ اندر کے حال باہر نکلنے شروع ہو جاتے ہیں باہر کے حال لوگوں کو مزید ترغیب دیتے ہیں سوسائٹی میں بے حیائیاں پھیلتی ہیں پھر ظلم پیدا ہو جاتا ہے، دکھ دینے میں لذت آنی شروع ہو جاتی ہے، غریب کے احساسات اٹھ جاتے ہیں، دلوں سے پھر کمزوروں کو مزید کمزور بنانے میں چسکا آنا شروع ہو جاتا ہے۔ جب یہ کردار بن جاتے ہیں ایک معاشرے کے تو اس سے پھر وہ قومی کردار پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے آج دنیا میں تباہی مچا رکھی ہے اور آخری انجام ان کا بدکرداری، ایسے بچے جو ولد الحرام ہیں ان سے سوسائٹیوں کا بھر جانا، مظالم کا پھیل جانا، خدا کی ہستی کا انکار، مذہب کو فرسودہ چیز قرار دینا اور کہنا کہ اگلے وقتوں کی باتیں ہیں دفع کرو، ان باتوں کا تذکرہ ہم سے نہ کرو اور جب ایسے لوگ نکلیں گے جو ذرہ بنانے والے لوگ ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے لوگ ہیں انہیں ذروں اور انھی ٹکڑوں میں سے انکے لئے آگ نکلے گی جو ان کو ہلاک کر دے گی۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو توفیق عطا فرمائے کہ ان بدیوں کو معمولی نہ سمجھیں ان کی بیخ کنی کریں کلیتہً، جڑوں سے اکھاڑ پھینکیں ان بدیوں کو اور پھر ان قوموں کے لئے دعا کریں جو ہلاکت کی طرف بڑی تیزی بڑھ رہی ہیں۔

آخر یہ ایک دلچسپ بات آپکو سناؤں۔ سائنسدانوں کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے سالہا سال سے جس میں تقریباً بارہ یا چودہ نوبل لاریٹیس بھی شامل ہیں یعنی نوبل پرائز جنہوں نے حاصل کیا ہوا ہے اور انھوں نے بڑے سالوں سے ایک اٹامک کلاک بنایا ہوا ہے واشنگٹن میں ہے غالباً اور وہ مطالعہ کرتے ہیں حالات کا اور اس سوئی کو جس کو اٹامک کلاک کہتے ہیں اس کو آگے اور پیچھے کرتے

رہتے ہیں اور وہ آگے اور پیچھے کرنے سے یہ بتاتے ہیں ہم اٹامک جنگ کے کتنا قریب آگئے ہیں یا کتنا دور ہٹ چکے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ 1953ء میں وہ سوئی بہت ہی قریب آگئی تھی ایٹمی جنگ کے پھر 1974ء میں بہت قریب آگئی اور آج کل بھی جو تازہ خبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ دومنٹ تک پہنچ چکی ہے یعنی ان کے نزدیک اگر 24 گھنٹوں کو منٹوں میں تقسیم کیا جائے تو دومنٹ رہتے ہیں صرف ایٹمی جنگ ہونے میں اور یہ عجیب اتفاق ہے، اتفاق نہیں کہنا چاہئے تصرف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جن دنوں احمدیت پر ظلم زیادہ ہوتے ہیں ان دنوں وہ سوئی، ایٹم بم کی سوئی، آگے بڑھ کر ہلاکت کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ 1953ء میں بھی مظالم ہوئے بہت سخت مظالم اور سوئی قریب پہنچ گئی۔ 1974ء میں بھی بہت مظالم ہوئے اور وہ سوئی قریب پہنچ گئی۔ آج کل بھی مظالم ہو رہے ہیں اور وہ سوئی قریب پہنچ گئی ہے تو اس لئے آپ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اس کا اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے آپ ان کے خلاف بددعا نہ کریں کیونکہ آپ قبولیت کے مقام پر کھڑا کئے گئے ہیں۔ آپ دعائیں کریں آپ کی دعائیں ان کو بچا سکتی ہیں اور کوئی چیز اب ان کو بچا نہیں سکتی۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

میں جماعت کو پھر دو دعاؤں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ ایک بارش کے لئے دعا اور ایک عرب دنیا کے لئے دعا۔ بارش کے متعلق میں نے ایک گزشتہ خطبہ میں بھی ایک خوشخبری سنائی تھی کہ غانا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بذریعہ تار یہ اطلاع معلوم ہوا کہ بہت بارش ہوئی اور بہت دیر کی خشک سالی خدا تعالیٰ نے دور فرما دی۔ مزید بھی دعا کرنی چاہئے کیونکہ لمبی خشک سالی کے بعد بعض دفعہ ایک بارش کافی نہیں ہوا کرتی۔ پرسوں رات کو بی بی سی کا پروگرام سنتے ہوئے معلوم ہوا کہ افریقہ ہی میں ایک اور ملک میں جو بالکل موت کے کنارے پر پہنچ گیا تھا خدا تعالیٰ نے موسلادھار بارش فرمائی ہے اور ان کے بیان کے مطابق جل تھل بھر گئے بلکہ بعض جگہ Flood آگئے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو معلوم ہوتا ہے جہاں ضرورتیں زیادہ ہیں وہاں قریب آرہی ہے رحمت آہستہ آہستہ، دعا کریں ساری دنیا میں خدا کی رحمت کی بارشیں ہوں۔ ہمارے ملک میں خاص طور پر آج کل پانی کی بہت کمی آگئی ہے اور بارانی فصلوں کو سخت خطرہ ہے۔

عرب دنیا میں ایک اور بڑا خطرناک واقعہ رونما ہوا ہے مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑانے کی بڑی

ذلیل اور نہایت ہی کمینی کوشش کی گئی ہے یہود کی طرف سے اگر چہ نا کام ہو گئے وہ لوگ جو مقرر تھے اس کام پر لیکن یہ پہلے بھی کوششیں ہو چکی ہیں اور نہایت ہی خبیثانہ ارادے ہیں یہود کے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے معزز مقامات کو تباہ کر دیا جائے اور کچھ دیر کے بعد لوگ بھول جائیں گے اور پھر وہاں ہم ان کا معبد دوبارہ بنوانے کی بجائے اپنا معبد بنائیں اور پھر مسجدوں کو نابود کرنے کے نتیجہ میں اگر چہ بظاہر مسلمان نابود نہیں ہوتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شعار کا قوموں کی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جو قومیں اپنے شعار کی ذلت قبول کر لیں وہ ہلاک ہو جایا کرتی ہیں۔ آخر ایک کپڑے میں کیا بات تھی جس سے جھنڈا بنایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تربیت فرمائی صحابہؓ کی کہ جھنڈے کی حفاظت کرنی ہے اور بظاہر ایک بے وقوف آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ جھنڈے کو چھوڑ و جان بچانی چاہئے لیکن بالکل برعکس آنحضرت ﷺ نے اس کے تعلیم دی ہے اور ایک جنگ کے موقع پر جو تین سپہ سالار آنحضور ﷺ نے یکے بعد دیگر مقرر فرمائے تھے ایک زخمی ہوتا تھا وہ ایک ہاتھ سے جھنڈا دوسرے میں منتقل کر لیتا تھا۔ وہ کاٹا جاتا تھا تو بعض دفعہ ٹنڈے بازوؤں سے انہوں نے جھنڈوں کو چھاتی کے ساتھ لپیٹا جب وہ بھی کاٹے گئے تب دوسرا آگے بڑھا اور جھنڈا نہیں گرنے دیا اور یکے بعد دیگرے تینوں جرنیل جو چوٹی کے تھے جنگی صلاحیتوں کے لحاظ سے وہ شہید ہو گئے اور جھنڈے کو نہیں گرنے دیا۔

تو اس بات کو معمولی نہ سمجھیں یہ شعائر اللہ کی بہت بڑی عظمت ہوتی ہے اس لئے ساری دنیا میں مسلمانوں کو اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔ اپنے اختلافات کو بھلانا چاہئے اور اکٹھے ہو کر اس کا دفاع کرنا چاہئے۔ اگر یہود کو یہ معلوم ہو جائے کہ ساری دنیا کے مسلمان اپنے شعائر کی عظمت اور احترام اپنے دل میں اتنا رکھتے ہیں کہ بوڑھے اور بچے کٹ مریں گے لیکن شعائر کو تباہ نہیں ہونے دیں گے تو پھر مسلمانوں کو وہ کبھی تباہ نہیں کر سکتے۔ ایسی عظیم زندگی پیدا ہو جائے گی کہ عالم اسلام میں کہ کوئی دنیا کی طاقت پھر اس زندگی کو مٹا نہیں سکتی۔

ہم بھی حاضر ہیں، **جماعت احمدیہ کو شعائر اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہونا چاہئے اگر کوئی قوم بلائے شعائر کی خاطر قربانی کے لئے بلائے تو ہم حاضر ہیں۔ یہ ہے وہ جہاد جو حقیقی جہاد ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور جس کی اسلام نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے اس لئے**

اگر آپ کو نہیں آنے دیتے اپنے ساتھ ان خدمتوں میں، اگر آپ سے فی الحال نفرتیں ہیں تو یہاں بیٹھے ایک جہاد شروع کر سکتے ہیں دعا کا جہاد ہے۔ آخر جنگ بدر بھی تو اس خیمہ میں جیتی گئی تھی جہاں دعائیں ہو رہی تھیں۔ اس میدان میں نہیں جیتی گئی تھی جہاں تھوڑی سی لڑائی ہوئی تھی۔ اصل وہ جنگ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خیمہ میں جیتی گئی ہے پس وہ جنگ تو آپ یہاں شروع کر دیں پھر اگر خدا توفیق دے گا اور وقت ہمیں بلائے گا تو دنیا دیکھے گی کہ جہاد کے میدان میں احمدی کسی دوسری قوم سے پیچھے نہیں بلکہ ہم ہر میدان میں صف اوّل میں ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔